بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۳۳ | بدھ ۵ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ ۴ وفا ۱۳۶۳ ہش ۴ جولائی ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۵۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ربوہ ۴ جولائی / وفا۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کرلو تا تم پر رحم کیا جائے

خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کیلئے مصیبتوں کیلئے تیار ہو جاؤ

دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو!

"خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں۔ تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھ کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر یک مرتبہ اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائیگا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے۔ بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ وہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوبِ حقیقی اور محسنِ حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو۔ نماز پڑھو۔ کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کرلو تا تم پر رحم کیا جائے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۴۶-۴۵۰)

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی علالت اور خصوصی دعاؤں کی تحریک:

مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

"محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب بعارضہ دل صاحب فراش ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت تشویش ہے احباب جماعت دردِ دل سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور محترم صاحبزادہ صاحب کو شفائے کامل دے دے۔"

● کراچی سے بذریعہ فون اطلاع ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ کراچی کے سرگرم کارکن مکرم عبدالرحیم صاحب مدہوش رحمانی سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے کئی دنوں سے بے ہوش ہیں اور حالت تشویشناک ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے انہیں کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین (خورشید احمد اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل (ڈیٹائرڈ))

● خاکسار کی بیوی ۲۲ جون کو باڈل پھسلنے سے گر گئی ہیں جس سے بائیں ٹانگ پر سخت چوٹ لگی ہے چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہیں۔ ایکسرے کروانے سے پتہ چلا ہے کہ ہڈی میں فریکچر ہو گیا ہے۔ قارئین الفضل سے موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (بشیر احمد شاہد ایم اے مربی سلسلہ حافظ آباد)

● خاکسار کے والد محترم مولوی رشید احمد چغتائی صاحب نے اپنی آنکھ کا آپریشن کروایا ہے۔ خاندان حضرت اقدس۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا رہے اور ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رکھے آمین (مرزا عبدالحی چغتائی۔ ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ: قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۵ شوال ۱۴۰۴ھ

۴ وفا ۱۳۶۳ ہش

ابتلاؤں کے زمانہ میں خدائی جماعتوں کا شعار

اس دنیا میں زندہ رہنے نیز بڑھنے اور پھلنے پھولنے والی قوموں کا یہ شعار دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ اپنا ایک مقصد متعین کرنے کے بعد اسے ہمیشہ اور ہر حال میں پیش نظر رکھتی ہیں اور اس کے حصول کی خاطر نسلاً بعد نسلٍ قربانیاں پیش کرتی چلی جاتی ہیں۔ حالات کے زیر و بم اور مشکلات و مصائب کے طوفانوں سے وہ ہراساں نہیں ہوتیں بلکہ ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ اسے برداشت کرتی ہیں۔ وہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے ہر قسم کے نامساعد حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں اور اس وقت تک چین نہیں لیتیں جب تک کہ حصول مقصد میں کامیاب نہ ہو جائیں۔

خدائی جماعتوں کا بھی یہی شعار ہوتا ہے انہیں خدا تعالےٰ حق کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے معرض وجود میں لاتا ہے۔ وہ مشکلات و مصائب کی پروا کئے بغیر اس مقصد عظیم کے حصول میں کوشاں رہتی ہیں اور کمال درجہ صبر و استقامت سے حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے ہی آگے قدم بڑھاتی چلی جاتی ہیں۔ دنیا میں ترقی کرنے والی قوموں کے اس شعار سے بڑھ کر خدائی جماعتوں میں ایک اور صفت بھی پائی جاتی ہے اور اسی میں ان کی ترقی کا راز مضمر ہوتا ہے۔ اور وہ صفت یہ ہے کہ وہ اپنی کامیابی کے بارہ میں زندہ یقین سے مالا مال ہوتی ہیں۔ وہ پرسوز دعاؤں کے ذریعہ تائید و نصرت الٰہی کو جذب کرتی اور مشکلات و مصائب پر قابو پاتی چلی جاتی ہیں۔ ان کی کامیابی میں دراصل ان کا ایمانی جذبہ اور روحانی قوت کارفرما ہوتی ہے۔ اسی لئے مصائب و مشکلات کے طوفان، ابتلاؤں اور آزمائشوں کی آندھیاں اور اسی طرح نت نئے خطرات کے مہیب بادل ان کے لئے گرد راہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ خدائی جماعتوں کے افراد دعائیں کرتے اور قربانیاں پیش کرتے اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے غلبۂ حق کی راہوں پر رواں دواں رہتے ہیں اور علی الخصوص مشکلات و مصائب کے دوران یوں محسوس کرتے ہیں کہ وہ گویا خدا کی گود میں بیٹھے ہیں۔ حالات کی سنگینی اور خطرات کی نزاکت کے باوجود وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کی یہ حسین و دلربا آواز اپنے کانوں سے سن رہے ہوتے ہیں:۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝

(الفجر آیات ۲۸ تا ۳۱)

ترجمہ:۔ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف ہی رجوع کر اس حالت میں کہ تو اسے پسند کرنے والا ہے اور اس کا پسندیدہ بھی ہے۔ پھر (تیرا رب تجھے کہتا ہے کہ) آ میرے (خاص) بندوں میں داخل ہو جا اور (آ) میری جنت میں بھی داخل ہو جا۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ خدائی جماعتوں کے ایثار پیشہ افراد کی دلی کیفیت کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ ہر طرح کے ناموافق حالات کے باوجود وہ نفس مطمئنہ کے حامل ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کا خدا ان کے ساتھ ہے اور یہ کہ مشکلات و مصائب کے باوجود وہ اس کی رضا کی جنتوں میں رہ رہے ہیں۔ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ کی رو سے اس کی رضا کا ہی دوسرا نام جنت ہے۔ سو وہ انہیں حاصل ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

(۱) "یہ وہ مرتبہ ہے جس میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پا کر روحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے اور خدا تعالےٰ سے ایسا پیوند کر لیتا ہے کہ بغیر اس کے جی بھی نہیں سکتا ..... پس وہ اسی زندگی میں نہ موت کے بعد ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا کرتا ہے اور اسی دنیا میں نہ دوسری جگہ ایک بہشت اس کو ملتا ہے۔" (روحانی خزائن)

(۲) "وہ (یعنی ایسے خوش بخت وجود جنہیں نفس مطمئنہ حاصل ہو) بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی میں ہو کر اور اسباب عادیہ سے بکلی اپنے تئیں دور پا کر پھر بھی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ایسی خوشحالی سے دن کاٹتے ہیں کہ گویا ان کے پاس ہزارہا خزائن ہیں۔ ان کے چہروں پر تونگری کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحب دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکھائی دیتی ہے اور تنگیوں کی حالت میں بحال کشادہ دلی اور یقین کامل اپنے مولےٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں ..... اور فی الحقیقت خدا کی ستاری مستوجب شکر ہے جو ہر جگہ ان کی پردہ پوشی کرتی ہے اور قبل اس کے جو کوئی آفت فوق الطاقت نازل ہو ان کو دامن عاطفت میں لے لیتی ہے کیونکہ ان کے تمام کاموں کا خدا تعالےٰ متولی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس نے آپ ہی فرمایا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۳)

(۳) "مردان خدا جو خدا تعالےٰ سے محبت اور مودت کا تعلق رکھتے ہیں ..... خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا ان کا ہو جاتا ہے۔ ان کی دعائیں خارق عادت طور پر اثر دکھاتی ہیں۔ ان کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے۔ وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ ان کے چہروں پر محبت الٰہی کا نور چمکتا ہے۔ ان کے در و دیوار پر خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ خدا ان کے لئے اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے ..... ذوالجلال کا خیمہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے اور ایک رعب خدائی ان کو عطا کیا جاتا ہے اور شاہانہ استغناء ان کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور اہل دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے کمتر سمجھتے ہیں۔ فقط ایک کو جانتے ہیں اور اس ایک کے خوف کے نیچے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۹-۸۰)

الغرض خدائی جماعتوں کے باخدا اور وفا شعار و ایثار پیشہ افراد عام دنیوی انسانوں سے یکسر مختلف قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ مہیب سے مہیب ابتلاء اور شدید نوعیت کے ناموافق و نامساعد حالات میں بھی ان کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں آتی۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کا خدا ان کے ساتھ ہے اور وہی ان کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہے۔ وہ اسی کے حضور دعائیں کرتے اور روتے اور گڑگڑاتے ہیں اور اس یقین سے مالا مال ہوتے ہیں کہ ان کا قادر و عزیز خدا ان کی دعاؤں کو قبول فرما کر انہیں اپنی معجزانہ تائید و نصرت سے نوازے گا اور ان کے لئے عجائب کام دکھلا کر حالات کو یکسر بدل دے گا۔ آفات و مصائب کے بادل چھٹ جائیں گے اور خدا اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ جلوہ نما ہو کر دنیا پر آشکار کر دکھائے گا کہ یہ میرے اور میں ان کا ہوں۔

ایسا ہوتا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی سنت کو کبھی نہیں بدلتا۔ وہ اپنے وعدوں کو پورا کر کے رہتا ہے۔

مالی قربانی اخلاص کے مطابق پھل لاتی ہے

سیدنا حضرت فضل عمر فرماتے ہیں:۔

"مومن کی قربانی اس بیج کی طرح ہوتی ہے جو کہ پھولتا پھلتا اور بار بار پھل لاتا ہے اگر ایک شخص اخلاص کے ساتھ "تحریک جدید" میں حصہ لیتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ آئندہ سال اسے پہلے سے زیادہ قربانی کی توفیق ملے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نئے تقاضوں کے پیش نظر بڑھ چڑھ کر قربانی پیش کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

(وکیل اعمال اوّل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی

پاکیزہ سیرت کی جھلکیاں (۲)

(تقریر محترم مولانا غلام باری صاحب سیف — بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء)

اہل وعیال کے حقوق

ماں باپ کے بعد میں نے اہل وعیال کے حقوق کو اس لیے مقدم رکھا ہے کہ معاشرہ مثالی جنت نہیں بن سکتا۔ گھرامن کا گہوارہ نہیں بن سکتا۔ بچوں کی آئندہ نسل کی تربیت نہیں ہو سکتی۔ اگر اہل وعیال سے سلوک اور ان کے حقوق کا احترام نہیں کیا جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مشہور قول اکثر محدثین نے نقل کیا ہے

خیرکم خیرکم لاھلہ
وانا خیرکم لاھلی۔

لوگو تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال سے حسن سلوک کرتا ہے۔ اور میں تم میں سے اپنے اہل وعیال سے سب سے اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔

اور حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حق اللہ میں سے نماز کی تاکید فرمائی اور حقوق العباد میں سے جنسہ لطیف سے حسن سلوک کی تاکید فرمائی آپ کا ارشاد تھا۔

الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم

لوگو نماز کو لازم پکڑنا اور جو تمہارے رحم وکرم پر عورتیں ہیں ان سے حسن سلوک کرنا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ اور آپ کے جانشینوں نے بارہا عورتوں کے حقوق کی طرف جماعت کو توجہ دلائی۔ سال گزشتہ ۱۹۸۳ء کے رمضان میں آخری روز جب حضرت امام جماعت احمدیہ نے درس القرآن کے بعد دعا کی تحریک فرمائی اور حضور نے فرمایا کہ ان بچیوں کے لیے بھی دعا کرو جنہیں ان کے خاوندوں کے گھر میں سکون وراحت نہیں ملا۔ تو اس موقعہ پر حضور کی آواز بھر آگئی تھی۔

بچی کو کس ناز و لاڈ سے ماں باپ پالتے ہیں۔ وہ پروان چڑھتی ہے تو جہاں ماں باپ کی آنکھ اسے دیکھ کر ٹھنڈی ہوتی ہے وہاں اس کی فکر میں ان کی راتوں کی نیند بھی کافور ہو جاتی ہے اور جب انہیں گھر سے رخصت کرنے کا وقت آتا ہے تو ماں باپ کے دل پر کیا آریاں نہیں چلتیں میں نے سخت سے سخت دل مردوں کو بھی اس موقعہ پر آب دیدہ دیکھا ہے نجانے اس گھر میں لخت جگر نور نظر سے کیا سلوک ہو؟ عمر بھر اسے پال پوس کے غیر کے حوالہ کر دیا کس کے دامن سے وابستہ کر دیا۔ اسی جذبہ کے اظہار کے لیے میں پیارے آقا سیدنا حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہ کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں آپ نے جب اپنی ایک بچی کو رخصت کیا تو بچی کی پھپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم نے کیسے دردناک اشعار اس موقع پر فرمائے۔ آپ اپنے عظیم بھائی کی زبان سے فرماتی ہیں:۔ ؎

یہ راحتِ جاں نور نظر تیرے حوالے
یارب میرے گلشن کا شجر تیرے حوالے
ظاہر میں اسے غیر کو میں سونپ رہا ہوں
کرتا ہوں حقیقت میں مگر تیرے حوالے
پہنے ہے یہ ایمان کا اخلاق کا زیور
یہ لعل یہ الماس و گہر تیرے حوالے
یہ شاخ قلم کرتا ہوں پیوند کی خاطر
اتنا تھا میرا کام "ثمر" تیرے حوالے

اور رخصت کے وقت بچی کے دل کی کیا کیفیت ہے یہ ہمارے لوک گیتوں میں مذکور ہے۔ میں یہاں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے جذبات کو اس بچی کی زبان سے پیش کرتا ہوں

یہ نازشِ مہ شمس و قمر تیرے حوالے
مولا میرا نایاب پدر تیرے حوالے
اس گھر میں پلی بڑھ کے جواں ہو کے چلی ہیں
پیارے تیرے محبوب کا گھر تیرے حوالے
سب چھنتے ہیں ماں باپ بہن بھائی بھتیجے
یہ باغ یہ بوٹے یہ ثمر تیرے حوالے
گھر والے تو یاد آئیں گے یاد آئے گا گھر بھی
یہ صحن یہ دیوار یہ در تیرے حوالے

میں نے یہ نظارہ اس لیے بیان کیا ہے تاہیں قارئین کی توجہ ان کے حق کی طرف باحسن مبذول کرا سکوں۔

اس بارہ میں ہمارے آقا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا کیا طرزِ عمل اور طریق تھا۔ اس کا ذکر سب سے پہلے سلطان القلم کے اہل قلم بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی زبان مبارک سے سنیئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"انسان کے اخلاق کا ایک نمایاں پہلو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سلوک سے تعلق رکھتا ہے۔ اس معاملہ میں زیادہ بیان کرتے ہوئے طبعاً حجاب محسوس کرتا ہوں۔ اس لیے صرف اس مختصر سی بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ حضرت (بانیٔ سلسلہ۔ ناقل) اس ارشاد نبوی کا کامل نمونہ تھے کہ

خیرکم خیرکم لاھلہ

یعنی خدا کے نزدیک تم میں سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر ہے

سیرت طیبہ صفحہ ۸۰

ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

اس معیار کے مطابق (حضرت بانیٔ سلسلہ ناقل) یقیناً ایک خیر الناس وجود تھے اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ آپ کا سلوک نہایت درجہ پاکیزہ اور حسن واحسان کی خوبیوں سے معمور تھا حضرت (بانیٔ سلسلہ۔ ناقل) ایک بہترین خاوند اور بہترین باپ تھے۔ اور گھر کے اس بہشتی ماحول اور اس بارے میں حضرت (بانیٔ سلسلہ۔ ناقل) کی تعلیم کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی مستورات اپنے خانگی تنازعات میں حضرت (بانیٔ سلسلہ) کو اپنا ایک زبردست سہارا اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے ایک نہایت مضبوط ستون خیال کرتی تھیں۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ ہماری ہر شکایت نہ صرف انصاف بلکہ رحمت واحسان کے جذبات کے ساتھ سنی جائے گی۔"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے اس فقرہ کے ساتھ ایک بار وہ آیت پھر زبان پر لائیے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائی ذی القربیٰ۔

اس کی عملی تفسیر اس واقعہ سے ہو جاتی ہے جب حضرت بانیٔ سلسلہ کے ایک ساتھی نے اپنی بیوی کو سخت سست کہا ایک روایت میں تھپڑ رسید کرنے کا بھی ذکر ہے تو ان کی بیوی نے حضرت اماں جان کے واسطہ سے حضرت بانیٔ سلسلہ تک اپنی شکایت پہنچائی۔ اس دوست نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے جب اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضرت مولوی صاحب بہت نکتہ شناس اور بذلہ سنج تھے آپ نے فرمایا:۔

"میاں تم جانتے نہیں کہ آج کل ملکہ کا راج ہے۔ بس میرا مشورہ یہی ہے کہ چپکے سے اپنی بیوی کو منا کر گھر واپس لے جاؤ اور جھگڑے کو لمبا نہ کرو"

یوں بھی اس زمانہ میں ہندوستان پر ملکہ وکٹوریہ کا راج تھا۔ اور بیوی کا راج تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے یہ کہہ کر گھر میں قائم فرما دیا:۔

المراۃ راعیۃ علی بیت بعلھا

خاوند کے گھر پر عورت نگران ہے۔

اور خیرکم خیرکم لاھلہ کی تفسیر تو اس گاؤں کی رہنے والی عورت نے اس بے تکلفانہ فقرہ میں کر دی تھی کہ "مرجا بڈھی دی گل بڑی منڈا" ایک اور واقعہ سے اہلیہ محترمہ سے آپ کے حسن سلوک کا اندازہ کیجیے۔ یہ واقعہ آپ نے خود حقوق نسواں کے ضمن میں فرمایا۔ کہ میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی سے اونچی آواز میں بات کی تھی اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور باایں ہمہ کوئی دل آزار اور سخت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا۔ اور بڑے خشوع وخضوع سے نفل پڑھے۔ اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت وبی کا نتیجہ ہے۔ یہ ہے اللہ کے بندوں کا حقوق العباد۔

"خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

بچوں سے آپ کے حسن سلوک اور حقوق کی ادائیگی کی تفصیل بہت طویل ہے۔ آپ تصنیف جیسے نازک اور اہم کام میں مشغول ہیں۔ آپ ان میں وہ انمول موتی اکٹھے کر رہے ہیں جو رہتی دنیا تک درخشندہ رہنے والے ہیں آپ اس مشروب کو تیار کر رہے ہیں جسے خدا نے آسمانی دودھ قرار دیا۔ کہ چھوٹا بچہ آتا ہے اور کہتا ہے "ابا بوا کھول" اور آپ اٹھ کر دروازہ کھول دیتے ہیں بچہ ادھر ادھر تانک جھانک کر واپس ہو جاتا ہے۔ اور آپ کواڑ بند کر کے پھر تصنیف کے عظیم کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ چند لمحوں بعد بچہ پھر نمودار ہوتا ہے اور چلاتا ہے ابا بوا کھول اور آپ اطمینان اور خندہ پیشانی سے پھر بچہ کے لیے دروازہ کھول دیتے ہیں اور یہ عمل اسی طرح تیسری بار پھر چوتھی بار دہرایا جاتا ہے لیکن کیا مجال جو طبیعت پر ملال آیا ہو کہ یہ بچوں کا حق ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے بچہ بچہ ہوتا ہے۔ خواہ نبی کیوں نہ ہو۔

"الصبی صبی" ولو کان نبیاً

آپ ایک کتاب تصنیف فرما رہے ہیں آپکا ایک بچہ محمود بچوں کے ساتھ کھیلتے آتا ہے سودہ کے کاغذ اکٹھے کر کے آگ لگا دیتا ہے آپ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنکھوں کے سامنے تصنیف کا حصہ جل رہا ہے۔ لیکن آپ فرماتے ہیں اللہ ہی سے اچھا مضمون سمجھا دے گا خیال کیجیے اس موقعہ پر مصنف کے جذبات کیا ہوتے ہیں۔ تصنیف کے ورق نہیں جل رہے ہوتے اس کا دل و دماغ جل رہا ہوتا ہے لیکن خلق محمدی کے مظہر کو دیکھیے چہرے پر طمانیت ہے۔ بچے کو کیا شعور اور اس کا کیا قصور کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ چھوٹی بچی گھر میں روٹھ جاتی ہے کہ بچے روٹھا ہی کرتے ہیں۔ وہ منہ بسورتے ہی ہیں۔ لیکن ماں سے زیادہ شفیق میرے آقا کی شفقت ملاحظہ ہو۔ بچی حضرت نواب مبارکہ بیگم کسی وجہ سے ناراض ہو جاتی ہیں۔ باپ بچی کے سامنے میز رکھتے ہیں اس پر دودھ کا پیالہ رکھتے ہیں پھر اس میں ڈبل روٹی ڈال کر بچی کو منا رہے ہیں کہ لو بیٹی کھاؤ ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ اپنے آقا رحمۃ للعالمین کے نقش قدم پر قدم دھرتے تھے۔

سب سے بڑا عطیہ اور سب سے بڑا حق اولاد کا دعا ہے اگر کوئی سمجھے۔ دعا کرنا کوئی سہل امر نہیں کہ یہ مرنے کے مترادف ہے۔ منشی روشنے خان صاحب آپ کے فدائی ساتھی ٹھیک ہی تو فرمایا کرتے تھے۔ دعا کرنا حلال ہونا ہے حلال۔ میرے آقا فرماتے ہیں:۔

"میں التزاماً تین دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ ان میں ایک دعا اپنے گھر والوں اور بچوں کے لیے ہوتی ہے کہ اولاد قرۃ العین ہو خدا کی مرضی پر چلنے والی ہو دین کی خادم"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے

اَلْمُؤْمِنُ یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔

مومن جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرتا ہے۔ دیکھئے حضور کا اس حدیث پر کیسا عمل ہے۔

آپ خدائے عزوجل سے اولاد کے لیے التجا کرتے ہیں:۔

میرے مولیٰ میری یہ اک دعا ہے
تیری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے انکو جو مجھ کو دیا ہے

رشتہ داروں کے حقوق

حدیث قدسی ہے اللہ فرماتا ہے:۔

اَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ فَمَنْ وَصَلَھَا وَصَلَنِیْ وَمَنْ قَطَعَھَا قَطَعْتُہٗ۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ)

کہ خدائے رحمان فرماتا ہے میں نے رحم کو پیدا کیا جو صلہ رحمی کرتا ہے وہ مجھ خدا کو اپنے ساتھ پاتا ہے۔ اور جو رحم کی رشتہ داری کو قطع کرتا ہے وہ مجھ خدا سے اپنا تعلق منقطع کرتا ہے۔

حضرت اقدس کے چچا زاد بھائی تھے مرزا نظام دین صاحب اور مرزا امام دین صاحب قادیان آنے والے ہر شخص کو وہ ورغلانے کی کوشش کرتے بیت المبارک کے سامنے ایک دیوار کھچوا دی جس کی وجہ سے حضور کے ساتھ نماز میں شامل ہونے کے لیے لوگوں کو لمبا چکر کاٹ کر آنا پڑتا وہ بعض اوقات کسی رذیل کو کہہ کر ساری ساری رات حضرت اقدس ..... کو برا بھلا کہلواتے یہ ان کا سلوک تھا لیکن حضرت اقدس ..... کا ان سے سلوک یہ تھا۔

منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

۱۔ جب کبھی وہ حضور سے مالی مدد کا مطالبہ کرتے حضور پچاس سو روپے ان کو بھجوا دیتے

(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۷)

۲۔ ایک بار مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہو گیا۔ جس کا دماغ پر بھی اثر تھا اس وقت کوئی اور طبیب بھی قادیان میں نہ تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی۔ آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے۔ مناسب علاج کیا جس سے فائدہ ہو گیا۔

(سیرت حصہ سوم ایڈیشن اول)

۳۔ جب انہوں نے البیت کے سامنے دیوار کھینچ کر آپ کو مبتلائے آلام کیا تو اسکے بغیر کوئی چارہ نہ تھا کہ عدالت میں چارہ جوئی کی جائے چنانچہ عدالت میں مقدمہ دائر ہوا اور فیصلہ آپ کے حق میں ہوا۔ حضور کے وکیل نے آپ کی اجازت کے بغیر ان لوگوں کے خلاف خرچہ کی ڈگری حاصل کر کے قرقی کا حکم جاری کرا لیا مرزا نظام دین اور امام دین کے پاس اس وقت قرقی رکوانے کے لیے رقم بھی تھی۔ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بڑی لجاجت کا خط لکھا۔ یوسف کے بھائیوں نے اس میں لکھا۔ "بھائی ہو کر اس قرقی کے ذریعہ ہمیں کیوں ذلیل کرنے لگے ہو" آج ان کو بھائی ہونا یاد آیا مجسم شفقت نے اپنے وکیل کو فرمایا اسے فوراً واپس لیں اور اپنے بھائیوں کو لکھا۔

"آپ بالکل مطمئن رہیں کوئی قرقی نہیں ہو گی یہ ساری کارروائی میرے علم کے بغیر ہوئی ہے"

اور میرے آقا نے اپنے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کر کے اپنے عشق رسولؐ کا ثبوت دے دیا کہ دشمنوں پر اقتدار ملا تو ان کی التجا پر فرمایا۔

اِذْھَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ

(بخاری باب فتح مکہ)

اور جب وہ ساری ساری رات رذیل آدمی سے گالیاں دلواتے سحری کے وقت وہ تھک کر چپ ہو جاتا تو آپ فرماتے اس کو کچھ کھانے پینے کو دو یہ تھک گیا ہو گا۔ اور گلا خشک ہو گیا ہو گا۔ کسی نے کہا ایسے کم بخت کو کیا دینا چاہیے؟ تو آپ فرماتے ہیں "اگر کوئی بدی کریں گے تو خدا دیکھتا ہے ہماری طرف سے کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔

(مسودہ سیرت حصہ چہارم غیر مطبوعہ)

غرباء کا حق

اس کمزور طبقہ کا حق سوائے خدا کے پیاروں کے کون ادا کرتا ہے؟ کہ دنیا داروں کو ان سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

میرے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل تو یہ تھا کہ آپ فرماتے تھے

اَبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ

لوگو! مجھے اپنے کمزور لوگوں میں تلاش کرو۔ یاد رکھو تمہیں رزق ان کے سبب ملتا ہے۔

آپ نے فرمایا سب سے بری دعوت وہ دعوت جس میں غرباء کو نظر انداز کیا جاتا ہے یہ طبقہ معاشرہ کا حسن ہیں زینت عالم ہیں یہ خدا کی رحمت کو جذب کرنے کا ذریعہ ہیں کہ میرے آقا مدنی نے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ جو چیز آقا کے لیے فخر کا باعث ہے وہ کسی غلام کے لیے عار کیوں کر ہو سکتی ہے؟

آپ فرماتے ہیں لوگو! ہو سکتا ہے۔ ایک غریب بوسیدہ حال، پراگندہ بال جسے ہر دروازہ میں سے دھکے دیئے جاتے ہوں اگر قسم کھا کر وہ کوئی بات کہہ دے تو خدا اسے پورا کر دیتا ہے۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دیہاتی مزدور سے پیار کا قصہ تو آپ نے کئی بار سنا ہو گا جب میرے آقا نے پسینہ میں شرابور خاک آلود جسم والے مزدور کے پیچھے سے دبے پاؤں آ کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا گویا بوجھو تو جانو والی بات تھی۔ اور مزدور کو جب احساس ہوا کہ یہ میرا آقا خدا کا محبوب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اپنے جسم کو آپ سے ملنا شروع کر دیا۔

غریب اور بیچارہ بے کس ابوہریرہؓ کہا کرتا قال خلیلی قال حبیبی۔ میرے دوست میرے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کے یہ پیارے بندے ماں کی مانند شفیق ہوتے ہیں۔ جس طرح ماں کی مامتا اپنے بچوں غریب و امیر میں فرق نہیں کرتی ان کی شفقت کا مورد امیر و غریب سبھی ہوتے ہیں اپنے آقا کی شفقت کے متعلق تو اس غلام نے فرمایا ؎

آن ترحم کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے۔

آیئے اس شفقت کے چند واقعات سماعت فرمایئے۔

حضرت شیخ ظفر احمد صاحب کپور تھلوی بیان فرماتے ہیں:۔

"حضور کے ایک ساتھی نظام دین صاحب لدھیانوی بہت غریب آدمی تھے ایک دن البیت المبارک کی چھت پر کھانا کھانے کے لیے احباب تشریف فرما تھے ان میں پھٹے کپڑے پہنے وہ غریب نظام دین بھی بیٹھے تھے اتنے میں کئی آدمی جو بعد میں لاہوری جماعت میں شامل ہو گئے آتے گئے اور حضور کے قریب بیٹھتے گئے۔ نظام دین صاحب حضور سے چار پانچ آدمی پرے بیٹھے تھے ان اکابر کے آنے پر وہ اور پیچھے سرک گئے حتیٰ کہ وہ جوتوں کی جگہ پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آ گیا۔ تو حضور نے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھا لیں اور میاں نظام الدین کو مخاطب ہو کر فرمایا آؤ میاں نظام دین صاحب ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں یہ فرما کر البیت کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اس میں تشریف لے گئے اور حضور اور میاں نظام دین نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا"

(اصحاب صفہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۴)

اے تلمیذ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر خدا کی رحمتیں کہ تجھ سے ماں تجھی سے پھر ان اخلاق کا ظہور ہوا جو اس مادی دنیا میں۔ دین کے زوال کے زمانہ میں ناپید ہو چکے تھے۔ آپ نے کس طرح نظام دین پر نظر رکھی۔ کس طرح آپ یہ ماجرا دیکھتے رہے۔ اے شفیق دل کے مالک تجھ پر خدا کی بے پایاں رحمتیں ہوں۔ ایک اور غریب کی دلجوئی کا واقعہ سنیئے۔

ان کا نام بھی میاں جی نظام دین تھا لیکن یہ کپور تھلہ کے رہنے والے تھے بہت غریب آدمی تھے۔ یہ پیدل چل کر قادیان گئے۔ اپنی حیثیت کے مطابق دو آنے نذرانہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ بھائی ابڑھیا بھی تو بازار مصر میں روٹی کے گالے کے عوض یوسف کو خریدتے آ گئی تھی اور سدھاماں اپنے دوست کرشن جی مہاراج کی خدمت میں چاول اور تلوں کی پوٹلی لے کر گاؤں سے آ پہنچا تھا۔ حضور نے جزاکم اللہ کہہ کر دو آنے لے لیے یہ بھی آپ کی شفقت تھی غریب کی دلجوئی تھی۔ چند دن بعد نظام دین رخصت ہونے لگے۔ حضور نے فرمایا ٹھہرو اور اندر جا کر سات یا آٹھ روپے لے لیے اور میاں جی نظام دین کو عنایت فرمائے۔

کپور تھلہ کے ایک اور دوست کا واقعہ سنیئے حضور نے اس جماعت کے متعلق فرمایا تھا یہ آخرت میں میرے ساتھ ہوں گے:۔

کتنے خوش نصیب ہوا کرتے ہیں وہ لوگ جنہیں مامور ربانی کی زبان مبارک سے اس دنیا کے آب و گل میں یہ سند مل جائے۔ ہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو منشی گوہر علی صاحب کپورتھلہ کے ڈاک خانہ میں ملازم تھے۔ ۲½ روپے ان کی پنشن ہوتی گزارا انکا بہت تنگ تھا۔ وہ ایکبار حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلہ قادیان آئے۔ حضرت منشی صاحب نے انکا ٹکٹ بھی اپنی جیب سے خرید لیا۔ جب انہوں نے کرایہ دینے پر اصرار کیا تو حضرت منشی صاحب نے کہا یہی آپ حضرت کی خدمت میں نذرانہ پیش کریں۔ چنانچہ قادیان آکر انہوں نے یہ دو روپے حضور کی خدمت میں نذرانہ پیش کر دیئے۔

آٹھ دس دن بعد جب ان دونوں نے واپسی کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے گوہر علی سے کہا آپ ذرا ٹھہریئے۔ چنانچہ آپ نے دس پانچ پندرہ روپے ان کو لا کر دیئے۔ گوہر علی صاحب رونے لگ گئے۔ اور عرض کی حضور مجھے خدمت کرنی چاہئے یا میں حضور سے لوں حضرت صاحب نے حضرت شیخ ظہور اللہ صاحب سے فرمایا۔ یہ آپ کے دوست ہیں آپ انہیں سمجھائیں۔ آپ فرماتے ہیں چنانچہ میرے سمجھانے پر کہ ان میں برکت ہے۔ انہوں نے لے لیئے۔

ایک سے ایک واقعہ بڑھ کر اور تجربہ ہے۔ کس طرح غریب رفقاء کی دل جوئی ہے۔ کیا حسن اور احسان ہے۔ نہ امراء سے ترش روئی نہ غریبوں کی دل شکنی۔ یہ اخلاق ہیں جنہوں نے دلوں کو موہ لیا تھا۔ کہ ہزار جان سے آپ کے احباب آپ پر نثار تھے۔ وہ آپ کا کوئی لفظ زمین پر نہ پڑنے دیتے تھے۔ وہ سو جان سے آپ پر اور احمدیت پر فدا تھے۔ آپ نے جو سیکھا اس مجازی آقا سے سیکھا آپ فرماتے ہیں۔

دگر استاد را نامے نہ دانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

میں کسی اور استاد کا نام نہیں جانتا۔ میں نے جو سبق لیا مکتب محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے لیا۔

کُلُّ بَرَکَۃٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔

مہمان کا حق

مامورین کا طریق اکرام ضیف کے بارہ میں تو یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مہمانوں سے پوچھے بغیر بچھڑا اوسٹ کروا کر لے آئے اور مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ بخاری اور مسلم میں ارشاد رسول صلے اللہ علیہ وسلم نقل کیا گیا ہے۔

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ۔

کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے اُسے چاہئے کہ مہمان کا اکرام کرے۔

اور حضرت بانیٔ سلسلہ کا تو ہر مہمان آپ کی صداقت کی دلیل تھا۔ اُس کا آنا خدائی تقدیر کے تحت تھا۔ اس کے آنے پر آپ باغ باغ ہوتے اور اس کے وداع ہونے پر طبیعت بے چین ہو جاتی۔ آپ کے یہ دو شعر اس بارہ میں آپکی قلبی کیفیت کی عکاسی کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں

مہمان جو کرکے الفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جان کو میری راحت
دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

مہمان سے آپ کا سلوک ایسا مثالی تھا کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ صرف مہمان نوازی ہی نہ تھی۔ اکرام ضیف تھا۔ خاطر و مدارت تھی۔ مہمان کو اپنے نفس اور اولاد پر بھی ترجیح دیتے تھے۔ اُن کے لیئے اہتمام فرما کر اچھے سے اچھا کھانا پکواتے۔

مہمانوں کے بارہ میں دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کسی مہمان کو خاص چیز کی عادت تو نہیں۔ فلاں مہمان کو کیا پسند ہے۔ پھر اس کے مطابق کھانا تیار کرواتے۔ آپ خادم کو فرماتے۔ "خواہ کسی مہمان کو تم پہچانتے ہو نہ پہچانتے ہو سب کو واجب الاکرام جان کر اُن کی تواضع کرو۔ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو"

دو مثالیں سنئے اور چراغ لے کر تلاش کیجئے اس کی مثال سوائے اُس بارگاہ کے کہیں اور نظر آتی ہے؟

آپ بورڈ پر تشریف فرما ہیں۔ ایک شخص ملنے آتا ہے۔ یہ احساس کر کے کہ اس کے بیٹھنے کے لیئے کوئی فرش نہیں۔ آپ اپنا صافہ یعنی پگڑی سر سے اتار کر نیچے بچھا دیتے ہیں۔ سر کی پگڑی آدمی کی عزت کی علامت سمجھی جاتی ہے جس کے لیئے لوگ جان دے دیتے ہیں۔ اور بچھاتے بھی آپ ایسے آدمی کے لیئے ہیں جس کے دل میں دین حق کے متعلق شبہات پیدا ہو چکے تھے۔

آپ کے ایک مخلص مرید حضرت مفتی محمد صادق قادیان آپ کی زیارت کے لیئے آئے۔ وہ جانے لگے تو حضور نے اُن کے ساتھ دینے کے لیئے لنگر خانہ سے کھانا منگوایا۔ خادم کھلا کھانا لے آیا۔ حضور نے کوئی گز کے قریب پگڑی کا پلو پھاڑا اور اس میں کھانا باندھ دیا۔ اللہ اللہ کیا اخلاق ہیں۔ کیا احسان ہے۔ کیا بے نفسی ہے کیا عاجزی ہے۔ کیا اکرام ضیف ہے

؎ بتا چرخ نیلی فام تو نے ایسا نظارہ کبھی دیکھا۔

حضرت مولوی حسن علی صاحب بنگال سے تحقیق حق کے لیئے قادیان آئے۔ وہ کہتے ہیں مجھے پان کی عادت تھی۔ کئی روز سے پان نہ ملا تھا نجانے حضرت بانیٔ سلسلہ کو کس طرح علم ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں اگلے روز کھانے کے بعد پان موجود تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ حضور نے گورداسپور سے بارہ میل سے میرے لیئے پان منگوایا ہے۔

میں نے یہ کہا تھا کہ مہمانوں کو آپ اپنے نفس اور اولاد پر ترجیح دیتے تھے۔ اس کا صرف کوئی ایک واقعہ آپ کی زندگی میں نہیں کہ اسے اتفاق کہا جا سکے۔ آپ خدا کے اُن بندوں میں سے تھے جن کے بارہ میں قرآنی ارشاد ہے۔

وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ

کہ وہ دوسروں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود اُس کی ضرورت کیوں نہ ہو۔

ایک بار جلسہ سالانہ کے ایام میں بہت سے مہمان اپنے ساتھ بستر نہ لائے۔ چنانچہ مہمانوں کے لیئے اندر سے بستر منگوانے شروع ہوئے کارکن شمار کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہے۔ حضور بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے ہیں۔ ایک صاحبزادہ بیٹھا ہوا تھا اسے سُتری چھوٹا اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے اپنا لحاف بھی مہمانوں کے لیئے بچھوا دیا۔ کارکن نے عرض کیا حضور کے پاس کوئی کپڑا نہیں رہا اور سردی بہت سخت ہے۔ فرمایا مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہیئے۔ اور ہمارا کیا ہے رات گذر جائے گی۔ کارکن کسی سے لحاف لے کر اوپر لے گئے تو حضور نے فرمایا۔

کسی مہمان کو دے دو۔ مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آتی اور باوجود اصرار کے حضور نے وہ لحاف نہ لیا۔

(اصحاب احمد جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۱۸)

وزیر محمد خانصاحب بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ وہ قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضور اپنے احباب کے ساتھ باہر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اس کھانے میں حضرت مولوی نورالدین صاحب۔ مولانا عبدالکریم صاحب اور مولانا محمد احسن صاحب اور میں شریک تھے۔ اُس وقت اندر سے قیمہ بھرے ہوئے کریلے بھجوائے گئے۔ حضور نے ایک ایک کریلا حضرت مولانا نورالدین صاحب۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب اور مولانا محمد احسن صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ اس کے بعد دو کریلے حضور کے سامنے رہے۔ مجھے یہ خیال آتا ہی تھا کہ شاید حضور میرے سامنے کوئی کریلا نہ رکھیں۔ کہ حضور نے وہ دونوں کریلے اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ میں نے بہت عرض کیا۔ ایک حضور بھی لے لیں مگر حضور نے نہ لینا تھا نہ لیا۔

(سیرت ۔ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۴۲)

ایک بار منی پور آسام سے کسی نے خاص شربت کی دو بوتلیں بھجوائیں آپ نے وہ رکھ چھوڑیں کہ پہلے مہمان کو پلائیں گے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلہ سے آئے۔ انہوں نے گھڑے کی طرف دیکھا تو شفیق باپ سمجھ گئے۔ فرمایا منشی صاحب آپ کو پیاس لگی ہے۔ پھر خود اٹھے اندر سے شربت کی بوتل لائے۔ ایک گلاس شربت کا بنا کر منشی صاحب کی طرف بڑھایا۔ منشی صاحب نے عرض کی حضور اسے تبرک فرما دیں۔ چنانچہ آپ نے ایک گھونٹ پیا اور گلاس منشی صاحب کے ہاتھ میں تھما دیا۔

انہوں نے مشروب کی تعریف کی تو بوتل انہیں دے دی۔ پھر فرمایا ٹھہریئے اور دوسری بوتل لا کر فرمایا منشی صاحب یہ دوستوں کو پلا دیں اور ان دو بوتلوں میں سے آپ نے صرف ایک گھونٹ ہی پیا اور وہ بھی منشی صاحب کی درخواست پر۔

ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں خدا کی اس میزبان پر۔ کس اعلیٰ اخلاق کا اظہار آپ سے ہوا۔

اعلان گم شدگی

مورخہ ۲۷ جون بروز بدھ میری نظر کی عینک دارالنصر غربی ربوہ پہاڑی سے گولبازار ربوہ تک جاتے ہوئے راستہ میں گر گئی ہے۔

اگر کسی صاحب کو ملی ہو تو خاکسار کو پہنچا کر شکریہ کا موقع دیں۔ (خواجہ عبدالحمید گولبازار ربوہ)

درخواست دعا

خاکسار کو بفضل خدا تعالیٰ کے فضل سے محکمہ ایکسائز میں ترقی حاصل ہو گئی ہے۔ اس ترقی کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے

(علی اصغر اردو۔

الفضل میں
اشتہار دے کر اپنی
تجارت کو فروغ دیں
(مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

میرے شفیق چچا جان

(مکرم منظور احمد (میجر ریٹائرڈ) ← ساہیوال)

محترم بابو فیض محمد صاحب ریٹائرڈ ہیڈ کلرک محکمہ آبادی ضلع ساہیوال میرے دادا جان حضرت شیخ برکت علی صاحب مرحوم سکنہ راہوں ضلع جالندھر کے ساتویں بیٹے تھے۔ دادا جان مرحوم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفقاء میں سے تھے اور اسی طرح اُن کے چھ بیٹوں کو بھی حضرت اقدس کی دستی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ محترم چچا جان جن کا ذکرِ خیر ان سطور میں کر رہا ہوں۔

اگرچہ ۱۸۹۸ء کے لگ بھگ پیدا ہو چکے تھے مگر بوجہ کم سنی حضرتِ اقدس کے ساتھی نہ کہلا سکے۔

چچا جان نے میٹرک کا امتحان قادیان سے پاس کیا۔ میٹرک کے بعد اوّلاً فیروزپور چھاؤنی قلعے میں کچھ دیر ملازمت کی پھر منٹگمری (ساہیوال) میں دفتر ڈپٹی کمشنر میں بطور کلرک ملازم ہو گئے اور یہیں سے پنشن پائی۔

ملازمت کے دوران آپ نے تقویٰ اور دیانت داری کا جو اعلیٰ معیار قائم رکھا اس کے ادنیٰ و اعلیٰ۔ افسر و ماتحت، ہندو سکھ اور مسلمان سب ہی معترف تھے۔ ضلع نیا نیا آباد ہو رہا تھا۔ نہر آنے کی وجہ سے زرعی رقبے تقسیم ہو رہے تھے اور چچا جان مرحوم دفتر آبادی میں تعینات تھے۔ اور اپنے دفتر میں دیانت کی ایک مثال قائم کر گئے جس کا چرچا آج بھی کچہری کے دفاتر میں ہوتا ہے۔ چچا جان مرحوم کے طریق کار کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اگر کوئی کام ناجائز یا قواعد کے خلاف ہوتا تو سائل سے صاف کہہ دیتے کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ پھر کوئی لالچ کوئی دھمکی۔ کوئی سفارش انہیں غلط نوٹ لکھنے پر آمادہ نہ کر سکتی۔ اس کے برعکس اگر کوئی کام جائز ہوتا اور قواعد کی تائید اسے حاصل ہوتی تو پھر ہر مرحلے پر سائل کی امداد کرتے اور اُس کا کام کروا دیتے۔ اسی وجہ سے علاقے میں آپ کی بڑی قدر اور عزت تھی اور آج تک ہے۔ آپ کے پنشن پانے سے کوئی چھبیس برس بعد کا واقعہ ہے کہ راقم الحروف ایک عرائض نویس سے ایک جائیداد کے بارے میں ایک دستاویز لکھوا رہا تھا۔ اس میں ایک مقام پر محترم چچا جان مرحوم کا نام بھی آ گیا۔ اس پر عرائض نویس موصوف نے فیس لینے سے انکار کر دیا کہ بابو صاحب کا نام آ گیا ہے اب میں آپ سے پیسے نہیں لے سکتا۔

اکہرے بدن کے چاق و چوبند۔ سادہ مگر مناسب خوراک استعمال کرنے والے۔ تکلف سے مبرّا۔ صاف اور سادہ زندگی بسر کرنے والے وضع دار بزرگ تھے۔ مقطع ریش اور صاف ستھرے لباس کے ساتھ کلاہ پر لنگی باندھتے تھے۔ آنکھوں میں سرمہ رات سونے سے پہلے ضرور لگاتے تھے۔ بدیں وجہ کسی آنکھ کی تکلیف میں مبتلا نہ ہوئے تھے۔ وضعداری کے سلسلے میں ایک بات یہ کہ خاکسار نے جب سے ہوش سنبھالا۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ ان کے زیرِ مطالعہ دیکھا بلکہ جب یہ اخبار بند کر دیا گیا تو ہم لوگ ان کے پاس باقاعدہ تعزیت کے لیے حاضر ہوئے جس سے بہت محظوظ ہوئے۔ طبیعت میں مزاح اور شگفتگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

خاکسار اور بڑے بھائی صاحب نور محمد خان صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر ریلوے پر ان کی نوازشات اور احسانات پیہم ہوتے رہتے تھے۔

اپنے بیٹے عزیزم برادرم آغا ضیاء اللہ خان صاحب اور اپنے ہونہار پوتوں عزیزان ڈاکٹر ظفر اللہ خان اور ڈاکٹر (زیرِ تعلیم) نصر اللہ خان کی پرورش مشفقانہ اور دوستانہ ماحول میں کی۔ آغا ضیاء اللہ خان صاحب محکمہ پولیس میں ملازم ہیں۔ اور بڑے ہی دیانت دار ہیں اور یہ دیانت انہوں نے اپنے تقویٰ شعار باپ سے ورثہ میں پائی ہے۔

چچا جان مرحوم صبر و استقامت اور وقار کا مجسمہ تھے۔ گو یکلخت زندگی کے بعض پہلو بعض لوگوں کی وجہ سے کافی دُکھ کا موجب بنے مگر آپ نے ان دُکھوں کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیا۔ عبادات میں باقاعدہ تھے مگر سجدوں کے غرور میں کبھی مبتلا نہ ہوئے۔ کبھی ایک بار بھی اپنے تقویٰ اور بزرگی کا تذکرہ اپنی زبان سے نہ کیا۔ سچی کھری اور سیدھی بات کرنے کے عادی تھے۔ بہت سے لوگ اپنی دعاگوئی اور دوسروں کو دعاؤں میں یاد رکھنے کا اظہار کرتے رہتے ہیں مگر چچا جان مرحوم ان باتوں سے کوسوں دور تھے۔ صرف ایک بار جب کہ اس عاجز راقم الحروف کی اراضی معرضِ خطر میں پڑ گئی تھی۔ فرمایا۔ "اچھا بیٹے دعا کریں گے"۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمین محفوظ رہی۔ زندگی تکلفات سے مبرّا اور معاشرت نہایت سادہ تھی۔ اسی وجہ سے کبھی مالی مشکلات میں مبتلا نہ ہوئے۔ سادگی اور سہولت کے ساتھ زندگی بسر ہوئی۔

میرے والد صاحب مرحوم شیخ جان محمد صاحب سے عمر میں کوئی بارہ برس چھوٹے تھے۔ شادی ہو جانے تک اُنہی کے پاس رہتے تھے۔ شادی کے بعد کمال محبت اور یگانگت کے ساتھ ہمسائیگی میں رہتے رہے۔ والد صاحب نے ۱۹۴۲ء میں وفات پائی تو چچا جان کو بہت دکھ اور صدمہ ہوا۔ کافی عرصے کے بعد سنبھلے اور اس کے بعد ہم بہن بھائیوں کی ہر طرح سے خبر گیری کرتے رہے اور تادمِ آخر الطاف و اکرام و احسانات فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ میرے چچا جان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے اور اُن کے بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔ (آمین)۔

حقیقی نماز

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں:

"نماز اس وقت حقیقی نماز کہلاتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے سچا اور پاک تعلق ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطاعت میں اس حد تک فنا ہو اور یہاں تک دین کو دنیا پر مقدم کرے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان تک دے دینے اور مرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ جب یہ حالت انسان میں پیدا ہو جائے اس وقت کہا جائے گا کہ اس کی نماز نماز ہے۔ مگر جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر نہیں پیدا ہوتی اور سچے اخلاص اور وفاداری کا نمونہ نہیں دکھلاتا اس وقت تک اس کی نمازیں اور دوسرے اعمال بے اثر ہیں۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۴۲۳)

(نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ)

موسم گرما کی تعطیلات اور وقفِ عارضی

پروفیسرز، اساتذہ اور طلبہ کیلئے خدمتِ دین کا سنہری موقعہ

قدرتِ ثانیہ کے مظہر سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"میں طالب علموں سے خاص طور پر کہتا ہوں کہ چونکہ گرمیوں کی چھٹیاں آ رہی ہیں۔ وہ ضرور وقفِ عارضی پر جائیں۔ اُن کا علم بڑھے گا۔ وہاں کے لوگوں کے لئے انہیں نمونہ بننے کی کوشش کرنی پڑے گی۔ اور یہ نوجوان اُن کے لئے نمونہ بنیں گے تو ان پر بڑا اثر ہو گا۔"

آج کل اکثر سکول اور کالج موسم گرما کی تعطیلات کی وجہ سے بند ہیں۔ پروفیسر صاحبان، لیکچرار حضرات، اساتذہ کرام اور طلبہ سے گزارش ہے کہ وہ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کم از کم پندرہ دن خدمتِ دین کے لئے اپنے رب کے حضور پیش فرمائیں۔ اور وقفِ عارضی کی مبارک تحریک پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے اپنے فارم پُر کر کے جلد از جلد دفتر ہذا کو بھجوائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آپ کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور بہتر سے بہتر رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک بے نظیر انقلاب

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان سے الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں طوفان مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔"

(برکات الدعا صـ۱۱)

تحریکِ جدید کے وسعت پذیر کام کا تقاضہ

برائے توجہ امراء کرام و صدر صاحبان

قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر نے تحریکِ جدید کے سالِ نو کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ کیا کہ ہم اپنی انتہاء کو پہنچ گئے ہیں اتنی ہی جماعت کو توفیق ہے بالکل غلط بات ہے۔ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف یہ کہ خدمت کی توفیق زیادہ ہے بلکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس توفیق کے مقابل پر جماعت تیزی سے پھیل رہی ہے وہ بھی تو ایک ایسا میدان ہے جو قربانیوں میں اضافے کے مزید تقاضے کرتا رہے گا

خدا کے فضل سے ساری دنیا میں لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اور ساری دنیا میں جماعت وسعت پذیر ہو رہی ہے۔ جماعت میں نئے آنے والوں کی تعداد کو ہی شامل کر دیا جائے تو اگلے سال نمایاں فرق ہونا چاہیئے۔"

(وکیل المال اوّل ربوہ)

ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ مرکزی امتحان

۱۳ جولائی ۱۹۸۴ء بروز جمعہ ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ مرکزی امتحان ہوگا (انشاء اللہ) پرچے عنقریب تمام مجالس کو ارسال کر دیئے جائیں گے۔ نادرات تیاری مکمل کر لیں۔

(سیکرٹری ناصرات مرکزیہ)

پنجاب یونیورسٹی میں داخلے

مورخہ یکم جولائی سے جامعہ پنجاب کے مختلف شعبہ جات میں ایم اے۔ ایم ایس سی اور بی فارمیسی کے داخلے شروع ہیں۔ ایم اے۔ ایم ایس سی کے داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۲۲ جولائی ۱۹۸۴ء ہے اور شعبہ بی۔ فارمیسی میں داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ مورخہ ۱۵ جولائی ہے داخلہ فارم مع پراسپکٹس متعلقہ شعبہ جات سے دستیاب ہیں مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں۔

۱۔ محمد اعزاز نوید۔ (بی فارمیسی تھرڈ پروفیشنل) معرفت آر۔ ا سے ملک اینڈ کمپنی ۲۶۔ شاہراہ قائداعظم لاہور)

۲۔ نوید نذیر (شعبہ فارمیسی فسٹ پروفیشنل) روم نمبر ۱۲۱ ہوسٹل نمبر ۱۱ نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی

۳۔ اخلاق قریشی شعبہ شماریات کمرہ نمبر ۲۰ ہوسٹل نمبر ۱۱ پنجاب یونیورسٹی)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔

سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی

خدام میں علمی ذوق پیدا کرنے کے لئے سالانہ مقالہ نویسی کا ہر سال مقابلہ ہوتا ہے جس میں قرآن۔ حدیث۔ تاریخ۔ سیرت اور سائنس کے کسی موضوع پر ٹھوس معلوماتی تحقیقی دس ہزار الفاظ پر مشتمل مقالہ لکھنے والے مقالہ نگار شامل ہو سکتے ہیں۔ معیاری مقالہ پر پانچ صد روپے انعام دیا جائے گا

نوٹ:۔ معیاری مقالہ کا فیصلہ تین مصنفین کرام کریں گے۔ مرکز میں مقالہ پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء مقرر ہے۔ زیادہ سے زیادہ خدام اس مقابلہ میں شرکت فرمائیں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

خدمتِ خلق

راستہ سے تکلیف دہ اشیاء کا ہٹانا

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو جنت میں پھر رہا تھا اور اس نے صرف یہ نیکی کی تھی کہ ایک کانٹے دار درخت کو جس سے راہ گذر نے والے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ راستے سے کاٹ دیا۔

(مسلم کتاب البر والصلوٰۃ)

پیارے اطفال بھائیو! آپ بھی راستے سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹا کر خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں۔

(سیکرٹری خدمتِ خلق مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

کیا آپ نے اپنے پیارے امام کی آواز پر

لبیک کہنا شروع کر دیا ہے

پیارے بچو! ہمارے پیارے اور جان سے بھی زیادہ عزیز آقا نے ہمیں دعاؤں کی تلقین کی ہے۔ ٹوپی پہننے کی نصیحت کی ہے، جھوٹ نہ بولنے اور کسی کو گالی نہ دینے کا ارشاد فرمایا ہے۔

کیا آپ نے عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔

(ایڈیشنل سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

میٹرک کا امتحان پاس کرنیوالے طلباء کیلئے

ضروری اعلان

میٹرک کا امتحان پاس کرنے والے احمدی طلباء جو خدمت سلسلہ کے لئے زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ فوری طور پر مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی معرفت وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو درخواستیں بھجوا دیں۔

(۲) قبل ازیں درخواستیں موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۰ جون ۱۹۸۴ء مقرر کی گئی تھی لیکن امیدواران کی سہولت کے لئے اس میں ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء تک توسیع کر دی گئی ہے اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر غور نہیں ہوگا۔

(۳) جن امیدواروں نے قبل ازیں درخواستیں دی ہوئی ہیں وہ اپنے نتیجہ امتحان میٹرک کی جلد اطلاع دیں۔

(۴) جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو انشاء اللہ ۲۷ اگست ۱۹۸۴ء کو وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں ہوگا۔ انٹرویو کے لئے صرف ان امیدواروں کو بلایا جائے گا جن کی درخواستیں ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء تک وکالت دیوان میں پہنچ جائیں گی۔

(۵) جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر) اور عمر ۱۷ سال یا اس سے کم ہونا ضروری ہے۔ (وکیل الدیوان تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں احتیاط کی تعلیم

حضرت منشی محبوب عالم صاحب نیلا گنبد لاہور بیان کرتے ہیں کہ جب حضور آخری بار لاہور تشریف لائے تو حضور کا حکم تھا کہ جب ہم سیر کے لئے جائیں تو کوئی نہ کوئی سائیکل سوار ساتھ رہے کیونکہ بعض دفعہ کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ چنانچہ میں اکثر یہ خدمت بجالاتا تھا۔ مجھے یاد ہے ایک مرتبہ حضور اقدس حضرت اماں جان کے ساتھ لارنس گارڈن سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت اماں جان نے فرمایا مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ حضرت اقدس نے مجھے فرمایا کہ کہیں سے دودھ اور برف مل سکتی ہے؟ میں نے عرض کی کہ ہاں حضور! سب کچھ مل سکتا ہے۔ چنانچہ میں سائیکل پر لارنس گارڈن سے باہر دوکان پر گیا معلوم ہوا دودھ اور برف تو موجود ہے مگر برتن نہیں۔ پاس ہی باغ میں ایک کنواں تھا وہاں مالی سے میں نے ایک ٹنڈ لینے کی اجازت لی۔ اس نے مجھے "جھل" سے کھول دی۔ میں وہ ساتھ لے گیا اور اس میں دودھ اور برف لایا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت اماں جان نے بھی پیا اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ فرمایا آپ کو یہ ٹنڈ کہاں سے ملی؟ عرض کیا حضور! اس کنویں کے مالی سے مانگ کر لایا ہوں۔ فرمایا اب اس کو واپس دے آؤ۔ چنانچہ میں گیا اور اس کو واپس دے آیا۔

(لاہور تاریخ احمدیت ۲۳۳)

(مرسلہ مکرم نصیر احمد راجپوت صاحب حلقہ عزیز آباد کراچی)

تقویٰ:-

حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۷)

مطالبات تحریک جدید۔ سادہ زندگی

زیور: "جو عورتیں اس عہد میں اپنے آپ کو شامل کرنا چاہیں وہ کوئی نیا زیور نہیں بنوائیں گی اور جو مرد اس میں شامل ہیں وہ بھی عہد کریں کہ عورتوں کو نیا زیور بنوا کر نہیں دیں گے پرانے زیور کو توڑوا کر نیا بنوانے کی بھی ممانعت ہے۔ لیکن ٹوٹے ہوئے زیور کی مرمت جائز ہے۔"

زیور کے نقصانات: درحقیقت زیور اقتصادی لحاظ سے ایک نہایت ہی مضر چیز ہے کیونکہ اس میں قوم کا روپیہ بغیر کسی فائدہ کے پھنس جاتا ہے اور دراصل یہ ہی وہ سونا چاندی اکٹھا کرنا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو لوگ سونا چاندی اکٹھا کرتے ہیں قیامت کے دن اس سونے اور چاندی کو گرم کر کے ان کے جسم پر داغ لگایا جائے گا ..... اس لیے زیورات کی کثرت بھی ناپسندیدہ امر ہے۔ ہاں عورت کی اس کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ وہ زیور کو پسند کرتی ہے جس کا قرآن کریم نے بھی یُنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَۃِ میں ذکر فرمایا ہے اسے تھوڑا سا زیور پہننے کی اجازت ہے ..... زیورات ملک کی صنعت و حرفت کی ترقی میں سخت روک ہیں۔ ایک عورت اگر اپنے پاس دس ہزار روپے کا زیور بھی رکھ لیتی ہے تو اس کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ دس ہزار روپیہ تجارت میں لگا دیتی ہے اور پندرہ بیس آدمی پرورش پا جاتے ہیں تو اس سے ملک اور قوم کو بڑا فائدہ پہنچے گا ..... پس زیورات کے بنوانے میں جس قدر احتیاط کی جا سکے وہ نہ صرف امارت و عزت کا امتیاز دور کرنے کے لیے بلکہ نہ صرف مذہبی احکام کی تعمیل کرنے کے لیے بلکہ اپنے ملک کو ترقی دینے کے لیے بھی نہایت ضروری ہے۔" (خطبہ جمعہ ۴ فروری ۱۹۳۸ء)

(قیادت تحریک جدید۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ایک ایمان افروز واقعہ

خانہ کعبہ کا بھی ایک رب ہے

وہ اسکی حفاظت کرے گا

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"حبشہ کے حکمران ابرہہ نے مکہ پر چڑھائی کی تو اہل مکہ نے حضرت عبدالمطلب کو اپنا نمائندہ بنا کر اس کے پاس بھجوایا کہ اس کو خدا کا خوف دلائیں۔ لوگوں کے لئے یہ ایک حرم ہے۔ امن کی جگہ ہے۔ تمام بنی نوع کے درمیان ایک مشترک جگہ ہے۔ تم کیا ظلم کر رہے ہو۔ کہ اس کو ڈھانے کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے ہو۔ چنانچہ جب وہ ابرہہ کے پاس گئے تو انہوں نے ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی اس سے نہیں کی اور ابرہہ سے جا کر کہا کہ میرے سو اونٹ گم ہو گئے ہیں اور مجھے شک ہے کہ تمہاری فوج نے کھا لئے ہیں۔ اس لئے سردار کے طور پر میں ایک سردار کے پاس حاضر ہوا ہوں اور میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یا میرے اونٹ دلوائے جائیں یا ان کی قیمت دلوائی جائے۔ ابرہہ نے کہا اونٹ تو میں دلوا دوں گا لیکن آج کے بعد عربوں کی رہی سہی عزت بھی میرے دل سے مٹ گئی ہے۔ تم عربوں کے سردار بن کر ان کی نمائندگی میں آئے ہو اور ایسے بے فکر ہو کہ خانہ کعبہ جس کو منہدم کرنے کے لئے میں نکلا ہوں۔ اس کا ذکر تک تم نے نہیں کیا اور اپنے اونٹوں کا قصہ لے بیٹھے ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا بھئی آپ نہیں سمجھتے میں اونٹوں کا رب ہوں میں اپنے اونٹوں کی فکر کر رہا ہوں۔ خانہ کعبہ کا بھی ایک رب ہے اور وہ اس کی حفاظت کرے گا۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ چنانچہ عبدالمطلب یہ پیغام دے کر واپس آ گئے۔ دوست جانتے ہیں۔ ساری دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے گھر کی حفاظت فرمائی۔"

(بحوالہ الفضل مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ء)

(مرسلہ۔ مکرم مرزا عبدالحی چغتائی صاحب۔ ربوہ)

الفضل کی اشاعت پندرہ بیس ہزار تک پہنچائیے!

جماعتی عہدیداروں کی ذمہ داری

"الفضل" تمام جماعتی اداروں کا واحد مشترکہ پرچہ ہے اس لئے ہر ذیلی تنظیم اور جماعتی تنظیم پر اس کی اشاعت بڑھانے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ میں ہر عہدیدار کی خدمت میں ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ "الفضل" کی اشاعت پندرہ، بیس ہزار تک پہنچانے کے کٹھن کام میں ادارہ الفضل کی مدد کریں۔ آپ کی مدد کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا اللہ آپ کو جزاء دے اور اپنے امام کی خوشی کے وارث ہوں۔ آمین!

(مینیجر "الفضل" ربوہ)

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین

حکیم انوار احمد جان

۵-۶-۷ جولائی

دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ میں مطب فرمائیں گے!

(مینیجر دواخانہ حکیم نظام جان)

کالج روڈ چوک اقصیٰ ربوہ فون: ۵۵۸